

فَضَائِلُ وَمُنْسَابَاتٌ

قرآن شریف کی یہ آیت بھی انہی لوگوں کی وعید میں نازل ہوئی ہے جو اپنے ماں دولت میں سے زکوٰۃ نہیں نکالتے :

وَالَّذِينَ يَكُونُونَ الظَّاهِرَةَ وَلَا يُنْفَقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ يَوْمَ يُعْلَمُ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُلَوَى
بِهَا جَاهَهُمْ وَجْنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هُمْ هُدًى أَمَا كَنْزُتُمْ لَا تُنْسِكُمْ
فَلَدُّوْهُمْ أَمَا كَنْتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿٣٥﴾

یعنی ”جو لوگ سونا چاندی بطورِ نزاکت جمع کرتے ہیں اور اسے اشکر کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیجے۔ جس دن کہ ان کی دولت کو دوزخ کی آگ میں پتا یا جائے گا، پھر اس سے ان کے ماتھے ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ ہے تہاری وہ دولت جسے تم نے جوڑ کر رکھا تھا، پس تم اپنی اس دولت اندر ولی کا آج مزاچکسو“ یکن اس وعید سے وہ لوگ خارج ہیں جو اپنے نال میں سے زکوٰۃ بنکالتے اور صدقہ خیرات کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی صاف وضاحت آئی ہے۔

۵- ترکِ زکوٰۃ کی دنیاوی سزا | اس اُخزوی عقوبت کے علاوہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اس قوم کو، جو زکوٰۃ کی ادائیگی سے اعراض کرتی ہے، اسکا باراں اور قحط سالی ایسے ابتلاء سے دوچار کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ نبھوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«مَا مَنَعَهُمْ مِنَ الظَّرْفَةِ إِلَّا أَنْ تَلَمَّدُوا مَحْلِيَّتَهُمْ بِالْمُسْتَعِنِينَ» رواه الطبراني

فِي الْأَوْسْطَرِ دُرْجَاتِ ثَقَاتٍ (مُجَمِّعُ الزَّوَانِدِجَ، ص ۳، ۶۵، ۶۶، ۶۷) عن بُرِيدَةَ رضي الله عنه
”بِوَقْتِ زَكْوَةِ سَعْيَ اِنْكَارَ كَرِتَيْهِ تَوَالِدُهُ تَعَالَى اَسَے بُوكُ اور تَحْمِلُ سَالِي میں بتلا
کر دیتا ہے۔“

ایک دوسری روایت میں ہے:

”وَكَمْ يَدْعُوا زَكَاتَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مِنْعَمُوا الْقُطْرَ مِنَ التَّسْمَاءِ وَلَوْلَا لَهَا يُمْكِنُ
لَهُ يُمْكِنُ حَرْزُوا۔ الحَدِيثُ إِنَّ رَوَاهُ ابْنُ مَاجْرِمٍ (۱۹۰ م. ج ۸، ص ۲۲۳) وَابْنِ عَمِّ فِي الْجَمِيْنِ (ج ۸، ص ۲۲۳)“
حنن البشني في الأحاديث الصحيحة رقم ۱۰۷ (ج ۲ ص ۷ - ۸)

یعنی ”بُوكُ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے وہ باراں رحمت سے محروم کر
دیے جاتے ہیں۔ اگر بھوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش کا نزول نہ ہو۔“
”عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ قَاتِلِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
مَا خَالَطَتِ الرِّتَكَاهُ مَالًا قَطُّ إِلَّا أَهْلَكَتُهُ“ رواه الشافعی (كتاب الدرج ۲
ص ۵۰) وآخر جده ايفان البيهقي في السنن (ج ۲ ص ۱۵۹) والبغاري في
تاریخہ الکبیر (ج ۱، ص ۸۰) الحمیدی فی سنتہ (ج ۱، ص ۱۵) کذا فی المشکوٰۃ۔

یعنی ”مال زکوٰۃ جب کسی مال میں خلوط ہو گا تو وہ اس کو بھی تباہ کر ڈالے گا۔“
اس کا ایک مطلب تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مال دار آدمی، جو مستحق زکوٰۃ نہیں ہے،
وہ زکوٰۃ کی رقم لے کر اپنے مال میں ملا دیتا ہے تو یہ زکوٰۃ کا مال اُس کے دوسرے مال کی بھی
تبہی کا باعث ہو گا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ، ہی نرنکالی جائے اور زکوٰۃ کا حصہ بھی مال
میں شامل رہے، تو ایسا مال بھی تباہ ہو جاتے گا۔ لیکن ضروری نہیں کہ یہ تباہی پوری یا اگلے
جانے، کاروباری نقصان یا کسی حدادی کی صورت میں ہی ظاہر ہو۔ بلکہ کامفہوم یہ بھی ہو
سکتا ہے کہ اس مال سے برکت الٹھمالی جائے اور ظاہری طور پر مال و دولت میں اضافے کے
باوجود اس کی ضروریات کے یہے کافی نہ ہو، جس کا مشاہدہ آج کل عام کیا جاسکتا ہے۔ یا اس قسم
کے مال کے استعمال سے دل پر غفلت کے پردے پڑتے جائیں، دنیاوی معاملات سے دلپری
ظرحتی جائے اور فکر آئندہ دھندا لا جائے۔ جس کے نتیجے میں وہی فرائض میکا سُستی اور
اخلاق میں گداوٹ پیدا ہوتی جائے۔ یہ بھی بلکہ کی معنوی صورتی ہیں۔

٤- زکوٰۃ کے علاوہ دیگر صدقات

یہ بات بھی یہاں ذہین نشین کر لینی چاہیے کہ اسلام کا مطالبہ صرف زکوٰۃ پر ہی نہیں ختم ہو جاتا، بلکہ صاحبِ استطاعت کو ہر ضرورت کے موقع پر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن مجید نے اسی لیے متعدد مقامات پر "زکوٰۃ" کی بجائے "انفاق" کا الفاظ استعمال کیا ہے، جو عام ہے اور زکوٰۃ اور دیگر صدقات دونوں کو محیط ہے۔ "مُتَقِّن" کی صفات میں بتایا گیا ہے:

”مُتَقِّنَ قَهْوَةً يُنْفِقُونَ“۔ (البقرة : ٣)

"وَهُمَارَدِيَّہ ہوئے مال میں سے انفاق (خرچ) کرتے ہیں" نیز فرمایا:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ نَفَقُوا مِنْ طَبِيعَتِ مَا كَسَبُوكُمْ— الْآیَة (البقرة: ٣٦)

"اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو" وغیرہا من الایات!

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا:

”أَنْ فِي الْمَالِ لِحَقًا سُوْيِ الزَّكُوٰۃٍ ثُمَّ تَلَدَّ“ لَیْسَ الْبَيْرَأَ أَنْ تُؤْتُوا مُجُوهَہ کُمْ

”قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ— الْآیَة“ رواہ الترمذی وابن ماجہ

بجوالہ مشکوٰۃ

"بلاشہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ دیگر حق بھی ہے۔ پھر آپ نے آیت "لَیْسَ

”الْبَيْرَأَ أَنْ تُؤْتُوا مُجُوهَہ کُمْ— الْخَ“ تلاوت فرمائی۔"

دوسرے پارہ کی اس آیت کے، موضوع سے متعلق، باقی الفاظ یوں ہیں :

”لَیْسَ الْبَيْرَأَ أَنْ تُؤْتُوا مُجُوهَہ کُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَإِنَّ

”الْبَيْرَأَ مَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالسَّيِّکَةَ وَالْكِتْبَ وَالثِّیَقَنَ حَوْلَ

”أَنَّ الْمَالَ عَلَى حِتَّہِ ذَوِي الْقُرْبَیِ وَالْبَیْتِیِّ وَالْمَسِیْکَیِّ وَابْنِ الْکَبِیْلِ وَ

”السَّائِلَیِّنَ وَفِي الرِّیْقَابِ حَوْلَ أَقَامَ الصَّلْوَۃَ وَأَنَّ الزَّکُوٰۃَ— الْآیَة (البقرة: ٢١)

"یکی بھی نہیں ہے کہ اپنے رخ مشرق اور غرب کی طرف پھیلو۔ اصل نیکی کی لہ

یہ ہے کہ جو شخص اللہ پر، یوم آخرت پر، ملائکہ پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان

لائے۔ اور مال کی محبت کے باوجود اس مال کو قرابت داروں، تیمبوں، سکیبوں،

مسافروں، سائنوں اور غلاموں کو آزاد کرانے پر خرچ کرے۔ نماز قائم کرے

اور زکوٰۃ ادا کرے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت سے یہ استشهاد فرمایا کہ "أَتَى الْمَدَانَ عَلَى مُحِيطِهِ ذُكْرُ الْقَرْبَى وَالْيَتَمَّى دَالْمُسْكِينِ" کے بعد "وَاتَّى الرَّزْكُوَةَ" مؤمنین کی ایک الگ صفت بتلاوی گئی ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مومن زکوٰۃ کے علاوہ بھی ہر موقع پر بوقت ضرورت خرچ کرتا رہتا ہے اور وہ کسی موقع پر بھی الفاق سے ہاتھ نہیں کھینچتا۔ الغرض صاحب استطاعت کو زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد یہ سمجھ کر کریں نے فرض ادا کر دیا ہے، مطمئن ہو کر نہیں بلیغہ جانا چاہیے۔ بلکہ ہر ضرورت کے موقع پر "أَحَسِنْ كَمَا أَحَسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ" (جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے، اسی طرح تم بھی خلوق خدا پر احسان کرتے رہو) پر عمل پردازونا چاہیے۔

۷۔ اہل قرابت صدقات کے اولین مستحق ہیں

زکوٰۃ و صدقات کے وقت اس امر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ان کے اولین مستحق آدمی کے درجہ بدرجہ اپنے قرابت داریں۔ قرأت داروں کے حقوق کی ادائیگی، جس میں غریب و بے شہادہ افراد کی اعانت و دست گیری شامل ہے، حقوق العباد میں دوسرا نمبر پر ہے۔ سب سے پہلے آدمی کے والدین ہیں اور دوسرے نمبر پر اس کے دیگر قریب ترین رشتہ داریں۔ اگر انسان کے پاس اہل خانہ اور والدین کی کفالت کے بعد کچھ مال نجح رہے تو اسے درجہ بدرجہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں پر خرچ کرنا چاہیے۔ اسے شریعت میں صلحہ رحمی کہتے ہیں۔ اس صلحہ رحمی سے دو گناہ ہر طے گا، ایک صلحہ رحمی کا اور دوسرا صدقے کا۔ اس سلسلے میں بھی چند حدیثیں ملاحظہ فرمائی جائیں :

"الصَّدَقَةُ عَلَى الْمُسْكِينِ صَدَاقَةٌ، وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحْمَةِ اثْنَتَانِ، صَدَاقَةٌ"

"وَصَلَةٌ۔" (رواہ احمد و الترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ)

"مُسْكِينٍ پر صدقہ صرف ایک نیکی (صدق) ہے۔ لیکن قرابت مند پر یہ دو

چیزیں ہیں، ایک صدقہ دوسرا صلحہ رحمی یہ" قُتْ

"دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقْبَةٍ وَ دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ

بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ دِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ أَعْظَمَهُمَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ

عَلَى أَهْلِكَ" (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

"وَ دِينَارٌ بُواثِرٌ كَرِيمٌ خَيْرٌ كَلِيلٌ ثُمَّ دِينَارٌ بُوكَ حَلَّ آنَّكَلَنَّ مِنْ مِنْ

صرف کیا جائے اور وہ دینار جو کسی مسکین پر صدقہ کیا جائے اور وہ دینار جو اپنے گھر والوں پر خرچ کیا جائے، ان میں سب سے زیادہ احرثواب کے لحاظ سے وہ دینار ہے جو آدمی اپنے اہل خانہ پر خرچ کرے۔

”جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَهُ دِينَارٌ قَالَ أَنْفَقْهُ عَلَى نَفْسِكَ قَالَ عِنْدَهُ أُخْرِقَالَ أَنْفَقْهُ عَلَى وَلَدَكَ قَالَ عِنْدَهُ

أَخْرِقَالَ أَنْفَقْهُ عَلَى أَهْلِكَ قَالَ عِنْدَهُ أُخْرِقَالَ أَنْفَقْهُ عَلَى خَادِمِكَ قَالَ عِنْدَهُ أُخْرِقَالَ أَنْتَ أَعْلَمُ رِوَاةً إِبْرَاهِيمَ وَالنَّسَائِيَّ بِحَوْلَةِ مَشْكُوتَةِ“

”ایک آدمی بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا، ”میرے پاس ایک دینار ہے۔“ آپ نے فرمایا، ”اے اپنے نفس پر خرچ کر۔“ اس نے کہا، ”میرے پاس ایک اور ہے۔“ آپ نے فرمایا، ”اے اپنے بچوں (والاد) پر خرچ کر۔“ اس نے کہا، ”میرے پاس ایک اور دینار ہے۔“ فرمایا، ”اے اپنے نادم پر خرچ کر۔“ اس نے کہا، ”میرے پاس ایک اور بھی ہے۔“ آپ نے فرمایا، ”اس کے بعد پھر تم بہتر جانتے ہو۔ (کہ کون زیادہ قریب اور مستقیم ہے)“

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عروتوں کو صدقے کی ترغیب دلائی تو اس پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی کی بیوی حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر پر یہ صدقہ کرنے سے متعلق آنحضرت سے استفسار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس طرح آپ کو ایک کی بجاۓ دو اجر ملیں گے۔ ایک صدقہ کا، دوسرا صلمہ رحمی کا:

”لَهُمَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ۔ (مشکوٰۃ)

اسی طرح جب آیت ”لَئِنْ تَسْأَلُوا إِلَيْنَا بِمَا حَتَّى تُنْفِقُوا إِمْتَانُّهُمْ مَمْنَعٌ“ (تم اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ ہیزیز فی بیبل اللہ خرچ نہ کرو۔ نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ انصاریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا میرے پاس سب سے زیادہ قیمتی اور محبوب مال بیرون کا باعث ہے (خیال رہے کہ مدینہ میں یہ بھوروں کا سب سے بڑا باعث تھا) اس آیت پر عمل کرتے ہوئے میں اس کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں، آپ جہاں مناسب سمجھیں اے تقسیم کر دیں۔ آپ نے اس وقت انہیں بیٹھوڑا کیا کہ اے اپنے ہی رشتہ داروں میں تقسیم کر دیں۔ پہنچا نہ بھوڑا نے

یہ اپنے رشتہ داروں اور چھازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا :
”فَقَسْتُهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقْرَبِهِ وَبْنِ عَتَّيْ“

۸۔ بدسلوکی کے باوجود اہل قرابت سے حسن سلوک اور صدر رحمی کی تابکید | پھر اس

(رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی) پر عمل صرف اسی صورت پر موقوف نہیں ہے کہ رشتہ داروں سے آپ کے تعلقات صحیح ہوں اور وہ آپ کے لیے خیر خواہانہ جذبات رکھتے ہوں۔ نہیں، بلکہ اس پر عمل ہر صورت میں ضروری اور فرض ہے۔ کوئی رشتہ دار آپ سے عداوت رکھتا ہے، بدسلوکی کرتا ہے، تعلقات کو صحیح طریقے سے بھانے کی کوشش نہیں کرتا اور آپ کے برادرانہ جذبات کو آپ کی کمزوری اور ذلت پر محمل کرتا ہے، تاہم غریب اور مستحق امداد بھی ہے، تو ایسے رشتہ دار کی امداد اور اعانت اس کی تمام تر کوتایمیوں کے باوجود آپ پر فرض ہے۔ محض ان رشتہ داروں کی کفالات و اعانت، جو آپے نیاز مندانے کے تعلقات رکھیں، شریعت کی نظر میں صدر رحمی نہیں۔ بلکہ یہ ”هُلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا إِحْسَانٌ“ کی ایک صورت ہے۔ اس سلسلے میں تفصیلات سے قطع نظر یہاں صرف دو حدیثیں درج کی جاتی ہیں، ان سے مسئلہ بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے :

”عَنْ أَبِي عُمَرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيْسَ الْوَاصِلُ
بِالْمَكْافِيِّ وَلَكِنَ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحْمَةٌ وَصَلَّاهَا“

(رواہ البخاری بحوالہ مشکلة)

”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَوْ بْنِ يَعْيَانَ فَرَمَّاَتْ بِهِ يَدُهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى
فِرْمَاءً: ”بَدَلْتُ مِنْ حَسِنِ سُلُوكٍ سَلَدْرَمَّيْ نَهْيَنْ (کروہ تعلق رکھتے تو تم بھی رکھو۔ وہ
مُنْقَطِعٌ كرَّتے تو تم بھی ایسا کرو) اصل صدر رحمی یہ ہے کہ قطع رحمی کے باوجود
صدر رحمی کی جائے“

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
لِي قَرَابَةً أَصْلَهُمْ وَيَقْطَعُونِي وَأَحْسَنُ إِلَيْهِمْ وَيُسْبِيُّونِي إِلَى وَاحْلَمِ
عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيْهِمْ تَقَالَ لِئَنْ كَنْتَ كَمَا قَاتَلْتَ فَكَانَ مَا سَقَمَ الْمَلَّ
وَلَا يَذَالِ مَعَلِّمٍ مِنَ اللَّهِ ظَاهِرٌ عَلَيْهِمْ مَا دَمَتْ عَلَى ذَالِكَ“ (رواہ مسلم)
© rasailojaraid.com

”ایک آدمی نے آگر عرض کیا، یا رسول اللہ امیر کے کچھ رشتہ دار ہیں۔ میں ان سے صلح رجی کرتا ہوں، لیکن وہ قطع رجی کرتے ہیں۔ میں ان سے حُسین سلوک کرتا ہوں، لیکن وہ بدسلوکی سے پیش آتے ہیں۔ میں ان کے معاملات میں بُر و باری سے کام لیتا ہوں لیکن وہ میرے ساتھ جہالت پر اُتر آتے ہیں، (اب میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا: ”تیرا طرزِ عمل اگر فی الواقع ایسا ہی ہے جیسا تو نے کہا ہے تو گویا تو ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے (یعنی اس کا نتیجہ ان کے حق میں بہت بُرا ہے) اور جب تک تیرا طرزِ عمل ایسا رہے گا، تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مدد و گار حاصل رہے گا۔“

مسائل زکوٰۃ

اب ذیل میں مختصرًا زکوٰۃ کے ضروری مسائل پیش کیے جاتے ہیں؟

زکوٰۃ حسب ذیل چار قسم کے مالوں پر واجب ہے :

(۱) نیشن کی پیداوار، غله، اناج اور پھل فروٹ۔

(۲) باہر پڑنے والے پوپائے۔ (مولیشی)

(۳) سامان تجارت۔

(۴) سونا چاندی۔

ان چاروں چیزوں کا علیحدہ علیحدہ انصاب مقرر ہے، اس انصاب سے کم مال پر

زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔

زرعی پیداوار کا انصاب اور اس کی ضروری تفصیل | اناج اور غلے کا انصاب پانچ و سی ہے (اس

سے کم پیداوار میں زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی) ایک و سق سلطھ صاع کا ہوتا ہے، جو پاکستانی حساب سے تقریباً ۲۰ من بنتا ہے۔ لہذا جس شخص کی پیداوار ۲۰ من یا اس سے زائد ہے، تو وہ زکوٰۃ ادا کرے بصورت دیگر نہیں۔

● زکوٰۃ کی ادائیگی فصل کا ٹنکے کے موقع پر ہوگی۔

● اگر زمین بارانی ۷۵٪ یعنی بالاشتات ۷۵٪ تا ۹۵٪ میں مفہوم سے جب اب ہوتی ہے اور

اس پر کچھ خرچ نہیں ہوتا) تو اس کی پیداوار سے دسوال حصہ (عشر) ادا کیا جائے۔ اگر زمین غیر بارانی ہے (یعنی چاہی یا نہری ہے، جس کی سیراب پر آبیانہ وغیرہ کی صورت میں اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں، یا ثبوت دلیل کے ذریعے اُسے سیراب کیا جاتا ہے) تو اس سے نصف العشر (بسیوال حصہ) ادا کیا جائے گا (مجھ بخاری، بحصہ) ● زکوٰۃ صرف اُس پیداوار سے ادا کی جائے گی جو ذخیرہ کی جا سکتی ہو۔ جیسے گندم، چاول، مکھی، بو وغیرہ۔ اسی لیے بسیروں پر زکوٰۃ نہیں، کیوں کہ ان کا زیادہ دیرہ تک فخریہ ممکن نہیں۔ حدیث میں آتا ہے:

”لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ زَكْوَةٌ وَّفِي رَوَيَةٍ صَدَقَةٌ“ رَدَارَقْطَنِي، ترمذی

بنی ضعیف بحوالہ فیض القدیر شرح جامع الصغیر ج ۵ ص ۲۴۳)

● امام شوکانی رح فرماتے ہیں کہ ”بسیروں میں زکوٰۃ متعلق حدیث کی سند میں اگرچہ کچھ مقال (گنتگو) ہے، لیکن یونکہ یہ کثرت طرق سے مردی ہے، اس لیے قابلِ احتجاج ہے“ (الدراری المضيء شرح الدر البیهی ج ۲ ص ۱۳) ● کپاس سبزی میں داخل نہیں، اس میں سے عشر یا نصف العشر ادا کیا جائے۔

(سنن ابی داؤد، باب الخراج)

یہی حکم زیرہ کے اور دھنیے وغیرہ کا ہو گا، کیوں کہ ان کا ذخیرہ ہو سکتا ہے۔

● کاد کے سلسلے میں مولانا حافظ عبدالرشد صاحب محدث روپڑی نے حسب ذیل

تفصیل بیان کی ہے :

کاد کھیت میں چارہ کے لیے فروخت کر دیا جائے تو اس پر عذر نہیں، سبزی کے حکم میں ہے۔ اگر خود چرایا جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے، لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ وہ گڑ بنانے کے قابل نہ ہوا ہو۔ اگر کاد (گنتا) گڑشکر بنانے کے قابل ہو چکا تواب نواہ فروخت کرے یا خود چڑائے، اس پر عشر پڑ جائے گا۔ اس صورت میں اندازہ لگایا جائے کہ اس سے لکن اگر گڑشکر بنکے گا، اسی اندازہ سے عذر دیا جائے۔ مثلاً اگر گڑشکر کا اندازہ پانچ و سق (۲۰ من پختہ) ہے تو بیس من کی قیمت دسوال یا بسیوال حصہ دیا جائے۔ پونڈ کماد میں یہ شرط نہیں، یونکہ اس سے اصل مقصود گڑشکر بنانا نہیں، اس کا کوئی گڑشکر

بنالے تو پھر عُشر پڑ جائے گا۔ (فتاویٰ اہل حدیث جلد دوم ص ۵۲۸-۵۲۹)

ٹھیکے والی زین میں پہلے ٹھیکہ الگ کر لیا جائے، پھر عُشر نکالا جائے۔ اسی طرح مال کا معاملہ بھی الگ کر لیا جائے، البتہ نہ کام معاملہ الگ کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ نہری زین چاہی زین کے حکم میں ہے، جس میں عُشر زاد سوا حصتے کی بجائے نصف العشر (بیسوں حصہ) دینے کی رعایت موجود ہے۔ ٹھیکے والی زین میں لکب زین اپنے حصتے میں سے الگ عُشر ادا کرے۔

اگر کسی کھیت میں پیداوار غلے کی مختلف جنس سے ہو، مثلاً گینہوں دس من، باجرہ ۵ من، بجھوٹ من، اس طرح ایک موسم کی مختلف جنسیں مل کر حد نصاب (۲۰ من) کو پہنچ جائیں تو بعض علماء اس صورت میں عُشر کے قائل نہیں۔ تاہم بعض دوسرے محقق علماء ایسی صورت میں عُشر کی ادائیگی کے قائل ہیں۔ کیوں کہ سب میں علت (طعم) ایک ہی ہے، اس لیے ایک ہی موسم کی مختلف جنسیں ایک ہی فصل کے حکم میں سمجھی جائیں گی۔ (وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ !)

اراضی موقوف میں عُشر نہیں، کیوں کہ وہ تو پہلے ہی فی بعیل اللہ وقف (صدقہ) ہیں۔
(جاری ہے)

جناب فضل ابانلوی

شعر و ادب

غافل انسان

پھرا پنے گردو پیش ذرا سی نگاہ ڈال
آتا ہے عاقبت کا بھی تجھ کو کبھی نیاں ؟
 واضح ہوں تاکہ تجھ پر بھی احکام ذوالجلال
اس میں ہے تیرا اور نہ میرا کوئی مکال

صرف زندگی سے ہی فرست کبھی نکال
دنیا کے مخصوص سے تو فرست نہیں تجھے
قرآن میں کرتون خور و تدبر اس طرح
علم و عمل سے کردے خدا تجھ کو بہرہ در

شکر خدا کہ زندگی اچھی بسر ہوئی
یہ بے ہزار ہوں اور غبیب الدبار ہوں